OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں عسکری استحکام کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study of Military Stability in the light of the Seerah of the Prophet Muhammad (peace be upon him)

Dr. Hafiz Abdul Rashid
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts, Science and Technology, Islamabad.
Email: hafizabdulrashid@fuuast.edu.pk

Dr. Habib ur Rehman
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts, Science and Technology, Islamabad.
Email: dr.habiburrehman@fuuast.edu.pk

Dr. Hafiz Muhammad Naveed
Lecturer, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts, Science and Technology, Islamabad.
Email: hafizmnaveed5665@gmail.com

Received on: 07-07-2024 Accepted on: 12-08-2024

Abstract

After the migration to Medina, the Prophet Muhammad (PBUH) established an independent state. All the religions present in Medina agreed on this state. In this regard, an agreement was made which is remembered as the Covenant of Medina. Through this agreement, the people living in Medina were given the rights that an independent nation should have. This agreement also stipulated that if any outside nation attacked Medina, then in such a case, all the people would defend it without any distinction of religion. The Prophet Muhammad (PBUH) prepared a regular army for defense. Every Muslim who was capable of fighting was included in this army. They were given regular training for war. In these exercises, they were taught how to use weapons in a better way. During the time of the Prophet, some war exercises were also conducted in the Prophet's Mosque. Only those who were Muslim, sane and adult men were recruited into the army. In this regard, not only the height and strength of the men were also looked at, but also the permission of the parents was given great importance. The Prophet (peace be upon him) would entrust military leadership only to those who were qualified for it. Women were taken along in the army for needs. In this regard, they would bandage the wounded, give water to the Mujahideen and do other such things. But some women would also join regular fighting when necessary. The above teachings make it clear that it is necessary for all Islamic countries to have weapons according to the requirements of the modern era, that the armies should be trained for war according to modern requirements, that only those people who are

capable of fighting should be recruited into the army, that sensitive positions should not be assigned to non-Muslims, that efforts should be made to make the Islamic borders safer and more secure, that relations with neighboring countries should be improved, that the spy system should be developed using modern methods, and that positions should be given only to qualified candidates. In this article, a research study of the strategies adopted to achieve military stability in the light of the biography of the Prophet (peace be upon him) has been presented so that guidance can be obtained from it in the present era.
Keywords: Military Stability, Seerah of the Prophet Muhammad (P.B.U.H), Madina, Independent State

اعلانِ نبوت کے بعد مکہ مکرمہ میں نبی اکرمؐ نے ۱۳ سال قیام فرمایا۔ اس طویل مدت میں آپؐ نے ایک ایسی جماعت تیار فرمائی جو اسلام کے پیروکار اور آپؐ پر جان قربان کرنے والے تھے۔ قریش نے اہلِ اسلام کو اتنا مجبور کیا کہ انہیں مکہ سے مدینہ شہر کی طرف جانے کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ مدینہ منورہ میں آپؐ نے ایک خود مختار ریاست کا قیام عمل میں لایا۔ اس ریاست کے باشندوں کی تعداد سینکڑوں میں تھی۔ اس ریاست کی تشکیل کے بعد مسلمانوں کو ظلم کا مقابلہ کرنے کے لیے دفاع کی اجازت مل گئی۔ اس ضمن میں ضرورت اس امر کی تھی کہ اسلامی لشکر کو جنگ کے لیے کس طرح تیار کیا جائے۔ جنگی تیاری کے لیے سب سے پہلے داخلی استحکام ضروری تھا۔ داخلی استحکام کے لیے آپؐ نے چار کام کیے۔ سب سے پہلے مسجد نبوی تعمیر کروائی جہاں سے تمام جنگی احکامات کا صدور ہوتا۔ پھر مہاجرین و انصار میں مواخات کا رشتہ قائم فرمایا تاکہ مسلمانوں میں ہمدردی کا جذبہ پروان چڑھے۔ داخلی استحکام کے لیے آپؐ نے مدینہ منورہ میں رہنے والے مختلف قبیلوں کو جمع کر کے میثاق مدینہ کے نام ایک معاہدہ کیا۔ اس مقصد کے لیے آپؐ نے چوتھا اقدام یہ فرمایا کہ حرم نبویؐ کو متعین فرمادیا۔ جنگی تیاری کے لیے آپؐ نے نہ صرف یہ کہ مختلف ہمسایہ قبائل سے تعلقات قائم فرمائے بلکہ علاقۂ جنگ سے متعلق مکمل واقفیت، جاسوسی کا نظام، عسکری تنظیم، کمانڈروں کا انتخاب، فوجی تربیت، فوج میں بھرتی کے قواعد اور دیگر اقدامات کیے۔ اس بات کی شدت سے ضرورت ہے کہ ان کاموں کو یکجا کر کے منصۂ شہود پر لایا جائے تاکہ اہلِ علم استفادہ کر سکیں۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر زیر نظر مقالہ تحریر کیا جارہا ہے۔

عسکری استحکام اور سیرت النبی ﷺ

مدینہ پہنچنے کے بعد مسلمانوں کو دفاع کی اجازت ملی۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران آپؐ نے مختلف غزوات میں شرکت فرمائی اور متعدد سرایا بھیجے۔ تمام غزوات و سرایا کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ مدنی قیام کے دس سالوں میں دس لاکھ مربع میل کا طویل رقبہ آپؐ کے زیر اقتدار آچکا تھا۔ آپؐ نے اپنی فوج کو مستحکم کرنے کے لیے ہر وہ حربہ استعمال فرمایا جس کے ذریعے عسکری استحکام میں تقویت آتی ہو۔ عسکری استحکام کے لیے آپؐ نے آپؐ کی حکمت ہائے عملی کا تذکرہ کیا جارہا ہے:

ا۔ پڑوسی قبیلوں سے تعلقات کی ہمواری

جنگی حکمت عملیوں میں سے ایک یہ ہے کہ پڑوسی ممالک سے تعلقات میں بہتری لائی جائے۔ اگر ان ممالک سے تعلقات خراب ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں ایسا ممکن ہے کہ یہ لوگ مخالفین سے مل کر اُن کی طاقت میں اضافہ کر دیں یا جنگ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک کے کسی

دوسرے حصے پر حملہ آور ہو جائیں۔ نبی اکرمؐ نے اس خصوصی پہلو پر بھی خاصہ توجہ عنایت فرمائی۔اس حوالے سے سیرت کی کتب میں مختلف واقعات ملتے ہیں۔ماہ صفر ۲ہجری میں یا۶۰ ۷صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر "وداع" کے مقام پر تشریف لے گئے۔ مدینہ منورہ میں آپؐ نے جناب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور جناب حمزہ کو سفید جھنڈا عطا فرمایا۔اس مہم کا مقصد یہ تھا کہ قریش کے ایک قافلے کو روکا جائے۔ابواء ایک ایسا گاؤں ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً ۸۰ میل دور ہے، یہاں پر آپؐ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر ہے۔ یہاں پر بنو ضمرہ نامی قبیلہ آباد تھا،اس قبیلے کے سردار عمرو بن مخشیٰ ضمری کے ساتھ آپؐ نے ایک حلیفانہ معاہدہ فرمایا جس کی عبارت یہ تھی کہ یہ تحریر بنو ضمرہ کے واسطے محمد رسولؐ کی ہے۔اپنی جان اور اپنے مال کے حوالے سے یہ امن میں رہیں گے، جو لوگ اس قبیلہ کے ساتھ لڑیں گے تو ان لوگوں کے خلاف اسلامی لشکر بر سرِ پیکار ہو گا، لیکن اگر یہ قبیلہ اللہ تعالی کے دین کے مخالفت شروع کر دے تو پھر اسلامی لشکر سے نہیں بچ سکے گا، یہ معاہدہ اس وقت تک ہے جب تک سمندر سوار کو تر کرے یعنی ابدی معاہدہ ہے، نبی اکرمؐ نے جب انہیں مدد کے لیے فرمائیں گے تو انہیں آنا ہو گا۔[1] اسلامی تاریخ میں یہ پہلی جنگی مہم تھی جس میں نبی اکرمؐ خود تشریف لے گئے اور ۱۵دن آپؐ نے مدینہ منورہ سے باہر قیام فرمایا۔[2] اس واقعہ کے ۲ یا ۳ماہ بعد غزوہ ذوالعشیرہ پیش آیا۔اس غزوہ میں آپؐ کے ساتھ ۱۵۰ یا ۲۰۰ افراد موجود تھے۔اس موقع پر آپؐ نے کسی کو روانگی کے لیے مجبور نہیں کیا۔اس غزوہ میں سواری کے لیے صرف ۳۰اونٹ موجود تھے۔یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ باری باری سوار ہوتے تھے۔اس مہم کا مقصد یہ تھا کہ قریش کے ایک قافلے کا تعاقب کرنا تھا جو مکہ مکرمہ سے ملک شام جا رہا تھا۔ معلومات کے مطابق یہ قافلہ مکہ مکرمہ سے روانہ ہو چکا تھا۔اس قافلے کے پاس اچھا خاصا سامان موجود تھا ذوالعشیرہ تک پہنچنے سے پہلے ہی یہ قافلہ جا چکا تھا۔ایک روایت کے مطابق اس غزوہ میں جمادی الاولیٰ کے آخر میں روانہ ہوئے اور جمادی الآخرہ میں واپس مدینہ منورہ تشریف لائے۔ذوالعشیرہ میں قریش کا ایک قبیلہ بنو مدلج آباد تھا، آپؐ نے بنو مدلج اور ان کے حلیف بنو ضمرہ سے امن کا معاہدہ فرمایا۔[3] یہ پسِ منظر اس بات کو واضح کرتا ہے کہ نبی اکرمؐ اپنے ارد گرد کے قبائل سے تعلقات کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش فرماتے۔آپؐ کی سیرت کے اس پہلو سے استفادہ کر کے یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ ملک پاکستان کو بھی اپنے ہمسایہ ممالک سے اپنے تعلقات بہتر سے بہتر بنانے چاہیے۔تاکہ کسی بھی ہنگامی حالت میں ان سے مدد لی جا سکے یا پھر کم از کم اتنا ضرور ہو کہ نازک حالات میں پاکستان کے مخالف ممالک کا ساتھ نہ دیں۔

۲۔ جنگی علاقے سے متعلق واقفیت کا حصول

جنگی علاقہ سے متعلق واقفیت کا حصول بھی کبھی کبھار لشکر کی مضبوطی اور فتح کا سبب بنتی ہے۔جب کبھی کہیں جانا ہوتا تو حضورؐ مہاجرین وانصار کے ہمراہ غیر معروف راستوں سے اس جگہ تک پہنچتے۔ غیر معروف راستوں سے منزل مقصود تک پہنچنے کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ انصار کے ساتھ ساتھ مہاجرین کو بھی ان راستوں کو پتا چل جائے اور ضرورت کے وقت رکنے کے لیے جگہ اور پانی کی تلاش کے لیے مشکل پیش نہ آئے۔ شوال ۱ ہجری میں نبی اکرمؐ نے ساٹھ مہاجرین پر مشتمل ایک سریہ جناب عبیدہ بن الحارث کی سربراہی میں روانہ کیا۔آپؐ نے انہیں باقاعدہ ایک سفید رنگ کا جھنڈا بھی عطا فرمایا۔وادی رابغ میں پہنچ کر ان کا سامنا قریش کی ایک بڑی جماعت سے ہوا جن کی تعداد دو سو تھی۔اس

جماعت کے سربراہ ابو سفیان یا عکرمہ تھے۔ یہ مقابلہ حجاز کے علاقہ کے ایک کنویں کے پاس ہوا۔ دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے پر تیر برسائے۔ اس دن جناب سعد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی طرف سے تیر چلایا۔ یہ اسلام کی طرف سے چلایا گیا پہلا تیر تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کفار بھاگ گئے لیکن ان میں سے جناب مقداد بن عمرو اور جناب عتبہ بن عزوان بن جابر مازنی کفار کو چھوڑ کر مسلمانوں سے مل۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ یہ دونوں حضرات پہلے مسلمان ہو چکے تھے، کفار کے ساتھ آئے ہی اس نیت سے تھے کہ مسلمانوں کے ساتھ مل جائیں گے۔ اس مہم میں مسلمانوں کو بڑی کامیابی ان دونوں صحابہ کرام کی شکل میں ملی۔[4] اس سریہ کی تاریخ کے تعین میں سخت اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ سیرت نگاروں کے نزدیک یہ سریہ ہجرت سے ۸ ماہ بعد ماہ شوال میں وقوع پذیر ہوا۔[5] یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ خرار کی مہم میں جناب مقداد بن عمرو علم بردار تھے، یہ سریہ ہجرت کے نویں مہینے پیش آیا لیکن ایک روایت کے مطابق یہ سریہ غزوۂ ابواء کے فوراً بعد ماہ ربیع الاول میں پیش آیا۔[6] ابوالاسود اور ابن عائذ کا موقف یہ ہے کہ یہ واقعہ نبی اکرمؐ کی مدینہ منورہ آمد سے پہلے غزوہ ابواء کے فوراً بعد پیش آیا اس کے بارے ایک سیرت نگار لکھتے ہیں کہ ابوالاسود جناب عروہ سے اپنی "مغازی" میں اور ابن عائذ جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرمؐ ابواء پہنچے تو آپ نے جناب عبیدہ بن الحارث کی سربراہی میں ۶۰ آدمیوں پر مشتمل ایک لشکر بھیجا۔ ان کا سامنا قریش کی ایک بڑی جماعت سے ہوا لیکن معاملہ صرف تیر پھینکنے تک رہا۔ جناب سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ نے اسلام کی طرف سے سب سے پہلا تیر چلایا۔ اس وجہ سے وہ اللہ کے راستے میں پہلے تیر انداز بن گئے۔[7]

یہ قافلہ گشت کر کے واپس آگیا۔ اس طرح کے جتنے بھی قافلے روانہ کیے جاتے، ان سے عمومی طور پر تین باتوں کی تحقیق مطلوب ہوتی تھی:

۱۔ جنگ کے موقع پر کتنے اور کون کون سے قبیلے حلیف یا حریف بن سکتے ہیں۔

۲۔ علاقہ کے طبعی حالات حملہ آور کی موافقت میں ہیں یا مخالفت میں۔

۳۔ دشمن کو کس جگہ روکنا مناسب رہے گا۔

۳۔ نظامِ جاسوسی

ہجرتِ مدینہ کے بعد مسلمانوں کو باقاعدہ دفاع کی اجازت مل چکی تھی۔ اسی مقصد کے لیے ہی سریہ اور غزوات پیش آئے۔ ان حالات میں دشمن کے حالات سے باخبر رہنے کے لیے نبی اکرمؐ جاسوسی روانہ کیا کرتے تھے۔ جنگ احزاب ایک ایسی جنگ تھی جس میں کفار کے مختلف قبیلوں نے جمع ہو کر مدینہ پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ اس موقع پر حالات سے باخبر رہنا انتہائی ضروری تھا۔ اس سلسلے میں نبی اکرمؐ مختلف جاسوس بھیج کر حالات سے باخبر رہتے تھے۔ اسی غزوہ کے میں نبی اکرمؐ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کوئی بندہ کفار کے لشکر کی خبر لے کر آئے۔ اس کا جواب صرف جناب زبیر رضی اللہ عنہ نے دیا کہ میں جاتا ہوں۔ دوسری مرتبہ پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا تو دوسری دفعہ پھر جناب زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ تیسری دفعہ بھی جناب زبیر رضی اللہ عنہ نے ہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ کے بعد نبی اکرمؐ نے ان کے بارے میں ایک ایسی فضیلت بیان فرمائی کہ جو ہر کسی کو عطا نہیں کی گئی۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے لیے حواری بنائے اور زبیر کو

میرا حواری بنایا۔[8] جنگ احزاب کی ایک سرد رات کو حضورؐ نے جناب حذیفہ رضی اللہ عنہ کو کفار کی خبر لانے کے لیے روانہ فرمایا تھا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ جنگ احزاب کی ایک رات بہت زیادہ سردی تھی اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ہر بندہ سردی سے کانپ رہا تھا۔ اس وقت حضورؐ فرمانے لگے کہ آپ میں سے کوئی بندہ کفار کے لشکر کی خبر لے کر آئے کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہے ہیں۔ آپؐ نے یہ سوال تین مرتبہ دھرایا اور جانے والے کی فضیلت بھی بیان کی کہ قیامت کے دن ایسا کرنے والے کو اللہ میرے معیت عطا فرمائے گا۔ لیکن کسی نے بھی جواب نہیں دیا۔ کیونکہ سردی بہت زیادہ تھی جس کی وجہ سے کسی کی ہمت نہیں ہو پا رہی تھی۔ نبی اکرمؐ نے مجھے اشارہ کر کے فرمایا کہ حذیفہ اٹھو اور کفار کی خبریں لے کر آؤ۔ جب میرا نام آگیا تو میرے پاس جانے کے علاوہ کوئی گنجائش باقی نہیں بچی تھی۔ آپؐ کی بارگاہ سے نکلتے وقت میرا پسینہ ایسے نکل رہا تھا جیسے ابھی ابھی نہا کر آیا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان کے حالات اس طریقے سے معلوم کر کے آنا کہ وہ میرے خلاف پہلے سے زیادہ نہ بھڑ جائیں۔ جب میں وہاں پہنچا تو ابو سفیان پر میری نظر پڑی وہ اپنی کمر آگ سے گرم کر رہا تھا۔ میں اسے تیر سے نشانہ بنانا چاہا لیکن اس کام سے باز رہا۔ واپس آکر میں حضور کو سارا ماجرہ سنایا۔ پھر مجھے سردی لگنا شروع ہو گئی۔ حضورؐ نے مجھے اپنا کپڑا عطا کیا جسے اوڑھ کر میں صبح تک سوتا رہا۔[9]

جناب زید بن ثابت سے متعلق حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَعَلَّمَ لَهُ كَلِمَاتٍ مِنْ كِتَابِ يَهُودَ، قَالَ: إِنِّي وَاللَّهِ مَا آمَنُ يَهُودَ عَلَى كِتَابٍ، قَالَ: فَمَا مَرَّ بِي نِصْفُ شَهْرٍ، حَتَّى تَعَلَّمْتُهُ لَهُ، قَالَ: فَلَمَّا تَعَلَّمْتُهُ كَانَ إِذَا كَتَبَ إِلَى يَهُودَ كَتَبْتُ إِلَيْهِمْ، وَإِذَا كَتَبُوا إِلَيْهِ قَرَأْتُ لَهُ كِتَابَهُمْ-"[10]

"نبی اکرمؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں یہودیوں کی زبان سمجھ لوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے یہودیوں کی کتابت پر یقین نہیں ہے۔ کچھ ہی دنوں میں نے ان کی زبان سیکھ لی۔ میرے سیکھنے کے بعد جب حضورؐ نے یہودیوں کے پاس کچھ لکھ کر بھیجنا ہوتا تو میں لکھتا اور جب یہودی کچھ لکھ کر آپؐ کی طرف بھیجتے تو میں آپ کو پڑھ کر سناتا۔"

جناب عباس رضی اللہ عنہ سے متعلق حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

" إنه أسلم، وكتم قومه ذلك، وصار يكتب إلى النبي صلّى اللَّه عليه وسلم بالأخبار، ثم هاجر قبل الفتح بقليل، وشهد الفتح-"[11]

"جناب عباس رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تھا لیکن اپنی قوم سے چھپا کر رکھا تھا، وہ نبی اکرمؐ کی بارگاہ میں کفار کے حالات کی خبر پہنچاتے تھے، پھر فتح مکہ سے کچھ دیر پہلے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرمؐ کے ہمراہ تھے۔"

جاسوسی کے سلسلے میں ہی جناب حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش آیا۔ حدیث و تاریخ کی مختلف کتب میں اس واقعہ کو درج کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم سے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے مجھے، زبیر اور مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ م کو ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب تم لوگ روضة خاخ کے مقام پر پہنچو تو وہاں اونٹ پر سوار ایک بڑھیا تمہیں ملے گی۔ اس بڑھیا کے پاس ایک خط ہے وہ خط لے کر تم آجانا۔ ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر جلدی سے روضہ خاخ میں پہنچ گئے۔ وہاں پر ایک بوڑھی عورت اونٹ پر

سوار موجود تھی۔ ہم نے اس سے کہا کہ تمہارے پاس ایک خط ہے وہ ہمیں دے دو۔ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے اسے کہا کہ خط نکال کر ہمارے حوالے کر دو یا پھر اپنے کپڑے اتارو۔ یہ دھمکی سن کر اس نے خط اپنے جوڑے سے نکالا۔ ہم وہ خط نبی اکرم ؐ کی بارگاہ میں پہنچے۔ اس خط میں نبی اکرم ؐ کی کچھ باتوں کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ نبی اکرم ؐ نے جناب حاطب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے حاطب! تو نے یہ کیا کیا ہے؟ وہ بولے کہ اللہ کے رسول جلدی نہ فرمایئے میں قریش کا حلیف ضرور تھا لیکن قریشی نہیں تھا۔ مہاجرین کے اکثر رشتہ دار قریشی ہیں، جن کی وجہ سے ان کے گھر وغیرہ کا بچاؤ ہوتا ہے۔ میں چونکہ قریش سے نہیں تھا، اس لیے میں نے چاہا کہ میں قریش کے لیے ایسا کام کروں جس کی وجہ سے میرے اہل وعیال کا بچاؤ ممکن ہو سکے۔ یہ کام میں نے اس لیے نہیں کیا کہ میں کافر ہو گیا ہوں یا مرتد ہو گیا ہوں۔ رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا ہے۔ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بدر کی لڑائی میں شریک تھے اور اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کے بارے میں فرمایا کہ تم جو اعمال چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔[12] اس پسِ منظر سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ؐ نے جاسوسی کے نظام کو بھرپور استعمال فرما کر اپنے لشکر کو مضبوط کیا۔

۴۔ فوجی نظم ونسق

عسکری استحکام کے لیے آپ ؐ نے ہر لڑنے کے قابل صحابی کو فوجی قرار دیا اور ان کی اس انداز سے تربیت فرمائی کہ وہ ایک مضبوط اور طاقت ور فوج بن گئی۔ دورِ رسالت میں جب جہاد کا اعلان ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نہ صرف یہ کہ اپنی استطاعت کے مطابق اس میں حصہ ڈالتے اور جہاد کے لیے اپنے نام بھی درج کروا دیتے۔ جنگ بدر اور احد کے درمیانی وقت میں نبی اکرم ؐ نے تمام مسلمانوں کے نام رجسٹر کرنے کا حکم دیا۔ جناب حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" اكْتُبُوا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةِ رَجُلٍ فَقُلْنَا نَخَافُ وَنَحْنُ أَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا ابْتُلِينَا حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي وَحْدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ"، حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ فَوَجَدْنَاهُمْ خَمْسَ مِائَةٍ، قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ :مَا بَيْنَ سِتِّ مِائَةٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ۔ "[13]

"حضور ؐ نے مجھے ان لوگوں کے نام لکھنے کا حکم دیا جو اسلام قبول کر کے مسلمان ہو چکے ہیں۔ ہم نے ۱۵۰۰ ان مردوں کے نام لکھ کر آپ ؐ کے سامنے پیش کیے جو مسلمان ہو چکے تھے۔ یہ کرنے کے بعد ہم عرض گزار ہوئے کہ ۱۵۰۰ کی تعداد ہوتے ہوئے ہمیں ڈرنا نہیں چاہیے۔ تم لوگ مشاہدہ کر رہے ہو کہ فتنوں میں مبتلا ہونے کی وجہ مسلمان اکیلے نماز پڑھتے ہوئے ڈر محسوس کرتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ تعداد ۵۰۰ تھی جبکہ دوسری کے مطابق یہ تعداد ۶۰۰ سے ۷۰۰ تھی۔"

جنگ کے لیے نام رجسٹر کروانے کے بعد ضروری تھا کہ وہ جنگ میں شریک ہو۔ اس کے بعد کسی مجبوری کی وجہ سے کسی کو نا جانا ہوتا تو اس کے لیے ضروری قرار دیا گیا کہ وہ باقاعدہ نبی اکرم ؐ سے اجازت طلب کرے۔ اگر اجازت مل جائے تو فبہا ورنہ جہاد میں جانا ضروری ہوتا۔ ایک

مرتبہ جہاد کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے نام لکھے جا چکے تھے۔ایک خطبہ میں حضورؐ فرمانے لگے کہ کوئی مرد کسی غیر محرم خاتون کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اور کوئی بھی عورت اپنے محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔یہ خطبہ سن کر ایک صحابی کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے کہ میں نے فلاں جنگ کے لیے اپنا نام لکھوایا تھا لیکن اس دوران میرے اہلیہ حج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔یہ سن کر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ آپ جہاد میں نہ جائیں بلکہ اپنی بیوی کے حج پر چلے جائیں۔[14] جنگ تبوک میں تین اشخاص کے علاوہ ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے شرکت کی جن کے نام لکھے جا چکے تھے۔ان تین میں جناب مرارہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔جنگی سے واپسی پر ان کے خلاف سخت کاروائی عمل میں لائی گئی۔ باقاعدہ طور پر ان کا بائیکاٹ کیا گیا۔یہ لوگ کئی دن تک اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتے رہے آخر کار ان کی توبہ قبول ہوئی اور انہیں معاف کر دیا گیا۔[15]

جنگ کے جتنے بھی خرچے ہوتے تھے انہیں مال خمس سے پورا کیا جاتا تھا۔اگر مال خمس کم پڑ جاتا تو ایسی صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ مال جمع کروا دیتے تھے جس سے اخراجات پورے کیے جاتے۔جنگ تبوک کے موقع پر مال خمس کم پڑ جانے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ تعاون کیا۔جناب عثمان غنی اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تمام اصحاب میں سے سب سے زیادہ مالدار تھے،اس لیے انہوں نے اس موقع پر بہت زیادہ تعاون کیا۔

جناب عمر رضی اللہ عنہ اور جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی تعاون کیا۔ان کے بارے میں جامع ترمذی کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذَلِكَ عِنْدِي مَالًا، فَقُلْتُ: الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا، قَالَ: فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟"، قُلْتُ: مِثْلَهُ، وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: " يَا أَبَا بَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ " ، قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قُلْتُ: وَاللَّهِ لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا-"[16]

"جناب عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم صدقہ کریں۔اس وقت میں بہت مالدار تھا۔میرے دل میں خیال آیا کہ آج ابو بکر سے آگے نکلنے کا وقت ہے۔یہ سوچ میں نے اپنے مال کے دو حصے کیے اور ایک حصہ حضورؐ کے سامنے لے آیا۔حضورؐ نے پوچھا کہ اہل وعیال کے کیا رکھ کر آئے ہیں۔میں عرض گزار ہوا کہ اتنا ہی ان کے لیے رکھ کر آیا ہوں۔کچھ دیر ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی ساری جمع پونجی لے کر آ گئے۔حضورؐ نے پوچھا کہ اہل وعیال کے کیا رکھ کر آئے ہیں؟عرض کرنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول کو ان کے لیے چھوڑا ہے۔ یہ سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ میں کبھی بھی ابو بکر سے آگے نہیں نکل سکتا۔"

یہ پسِ منظر اس بات کو واضح کرتا ہے کہ دورِ رسالت میں فوج کی تنظیم کیسے کی جاتی تھی۔

۵۔فوج میں شمولیت کے اصول

دورِ رسالت میں اسلام لانے والوں میں لڑائی کے قابل لوگوں کو فوج میں شامل کر لیا جاتا۔اس وقت فوج میں شامل ہونے والوں کے لیے کچھ اصول مقرر کیے گئے جو کہ درج ذیل ہیں:

الف: مسلمان ہونا

فوج میں بھرتی کے لیے مسلمان ہونا ضروری تھا۔اس حوالے کچھ لوگوں کو مستثنیٰ بھی قرار دیا گیا۔اس کی مثال جنگ حنین اور جنگ قادسیہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔البتہ اتنا ضروری ہے کہ فوج کے کلیدی مناصب کسی بھی غیر مسلم کے حوالے نہیں کیے جاسکتے۔اس حوالے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ۔ "[17]

"اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدان نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کریں گے وہ چاہتے ہیں کہ تم تکلیف میں پڑو۔"

کوشش کی جائے کہ فوج میں کسی بھی غیر مسلم کو بھرتی نہ کیا جائے لیکن اگر مجبوری ہو تو ایسی صورت میں ضروری ہے کہ کلیدی مناصب ان کے حوالے نہ کیے جائیں۔جناب عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرمؐ بدر کی طرف تشریف لے گئے جب آپؐ مقام "حرۃ الوبرۃ" میں پہنچے تو آپؐ سے ایک ایسا شخص ملا جس کی بہادری بڑی مشہور تھی۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اسے دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوگئے۔حضورؐ کی بارگاہ میں پہنچ کر عرض کرنے لگا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ جنگ لڑ کر اس سے حصہ حاصل کروں۔آپؐ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر یقین رکھتا ہے۔اس نے عرض کیا کہ نہیں۔آپؐ نے فرمایا کہ تم چلے جاؤ مجھے مشرک سے مدد نہیں لینی۔نبی اکرمؐ وہاں سے چل دیے، جب آپ "شجرہ" کے مقام پر پہنچے تو وہ شخص دوبارہ مل کر عرض کرنے لگا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ جنگ لڑوں اور اس سے حصہ وصول کروں۔نبی اکرمؐ نے اسے پھر وہی فرمایا۔وہ چلا گیا۔پھر یہ شخص دوبارہ "بیداء" کے مقام پر آپؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔آپؐ نے اسے فرمایا کہ کیا تم اللہ اور اس کے رسول پر یقین رکھتے ہو۔وہ عرض کرنے لگا جی۔آپؐ نے فرمایا کہ پھر ہمارے ساتھ چلیں۔[18]

اس حوالے سے اتنی تفصیل ضرور ذکر کی گئی ہے کہ اگر کافر مشرک نہ ہو اور وہ مسلمانوں کی خیر خواہی چاہتا ہو تو اس کو فوج میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

ب۔ مرد ہو

فوج یا مجاہدین میں خواتین کی بھرتی ممنوع ہے۔قرآن کریم میں جہاد سے متعلق نازل ہونے والی آیات میں مردوں سے خطاب کیا گیا ہے۔ اسی متعدد احادیث میں خواتین کو جنگ میں لڑنے کی جازت عطا نہ کی گئی۔جناب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

" اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الجِهَادِ، فَقَالَ: جِهَادُكُنَّ الحَجُّ۔ "[19]

"میں نے حضورؐ سے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے۔"

تاریخ سے جناب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ملتا ہے کہ جنگ جمل میں وہ نہ صرف یہ کہ لڑنے کے لیے نکلی تھیں بلکہ انہوں نے اس جنگ کی قیادت کی تھی۔اس حوالے جناب علی رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول کی خاطر قصاص لینے کے لیے غصے کی حالت میں ایسی ذمہ داری کے لیے نکلی ہیں جس کا آپ کو ذمہ دار نہیں بنایا گیا۔خواتین کا جنگ اور لوگوں کے درمیان مصالحت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔[20] اس موقع پر جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ جناب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھر ان کے ہودج

سے زیادہ بہتر ہے۔[21] مولانا مودودی ایک آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جناب عائشہ رضی اللہ عنہ کو جنگ جمل میں شمولیت کا پوری زندگی افسوس رہا۔ جب "في بيو تكن" والی آیت کی تلاوت فرماتی تو اتنا روتی کہ ان کی چادر بھیگ جاتی تھی۔[22] یہ پسِ منظر اس بات کو واضح کرتا ہے کہ لڑنے والی فوج یا مجاہدین میں خواتین کو بھرتی نہ کیا جائے۔ مرہم پٹی یا پانی پلانے کے لیے خواتین کو فوج میں رکھا جا سکتا ہے۔

ج۔ بالغ اور سمجھدار ہو

جنگ میں صرف ان لوگوں کو شامل کیا جا سکتا ہے جو بالغ اور سمجھدار ہوں۔ چھوٹے بچوں کو جنگ میں شامل نہ کیا جائے۔ نبی اکرمؐ کی یہی عادت مبارکہ تھی کہ چھوٹے بچوں کو جنگ میں شامل نہیں فرماتے تھے۔ جناب براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں مجھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو نابالغ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔ اس جنگ میں مہاجرین ساٹھ سے زیادہ جبکہ انصار ۲۴۰ سے زیادہ تھے۔ [23] یہ پسِ منظر اس بات کو واضح کرتا ہے چھوٹے بچوں کو جنگ میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔

د۔ طاقت ور ہو اور قد و قامت بہتر ہو

جنگ میں شمولیت کے لیے ایسے شخص کو ترجیح دی جائے جو طاقت ور بھی اور اس کا قد و قامت بھی اچھا ہو۔ ایک جنگ کے موقع پر جناب رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کسی طریقے سے جنگ کی اجازت حاصل کر لی۔ ان سے کہا گیا کہ تمہارا قد ابھی بہت چھوٹا ہے تو وہ پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ دیکھیں میرا قد بڑا ہے۔ ان کو اجازت ملنے پر ایک صحابی جناب سمرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ اگر رافع کو اجازت مل گئی ہے تو پھر مجھے بھی ملنی چاہیے کیونکہ میں اس سے زیادہ طاقت ور ہوں۔ اس سلسلے میں ان دونوں کی کشتی کرائی گئی تو جناب سمرہ نے جناب رافع کو پچھاڑ دیا۔ ان کی بہادری دیکھ انہیں بھی جہاد میں جانے کی اجازت مل گئی۔[24] اس سے واضح ہوتا ہے کہ کسی بھی حکومت کے لیے جائزہ ہے کہ فوج میں بھرتی کے لیے جسمانی قد کا ایک معیار مقرر کرے جو بندہ اس معیار پر پورا اترے اسے بھرتی کیا جائے۔ اس وقت تمام ممالک اسی قانون پر عمل کیا جا رہا ہے۔

ہ۔ والدین کی اجازت ہو

جہاد میں شمولیت کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ والدین سے اجازت طلب کی جائے اگر والدین اجازت دیں تو فبہا ورنہ جہاد میں شرکت نہ کی جائے۔ اس حوالے سے متعدد احادیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے۔ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور رضی اللہ عنہ سے جہاد کی اجازت مانگی تو آپؐ نے پوچھا کہ تمہارے والدین زندہ ہیں۔ عرض کرنے لگا کہ زندہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ ان کی خدمت کرو۔[25] اس حدیث اس بات کو واضح کرتی ہے کہ والدین کی اجازت کے بغیر جہاد میں شرکت نہ کی جائے۔ لیکن کوئی انسان والدین کی اجازت کے بغیر جہاد پر چلا جاتا ہے تو والدین سے اجازت نہ لینے کا گناہ تو اسے ضرور ملے گا لیکن اگر وہ شہید ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شہادت کے مرتبہ پر فائز فرما دے گا۔

٦۔ سپہ سالاروں کا انتخاب

نبی اکرمؐ کا طریقہ کار یہ تھا کہ آپؐ اپنی فوج کو مختلف حصوں میں تقسیم فرماتے اور ہر حصے کا قائد مقرر فرماتے۔ فوج کا سالار صرف ایسے شخص کو مقرر کیا جاتا جو اس کا اہل ہوتا۔ جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے آپ افسر بنا دیں۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے کندھے پر مار کر فرمایا کہ اے ابوذر! آپ کمزور ہیں اور یہ امانت ہے اور بروز قیامت خدمت سے رسوائی اور شرمندگی کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہونے والا سوائے اس انسان کے جو اس کے حق کو ادا کرے اور راست بازی سے کام لے [26]۔ نبی اکرمؐ نے اپنے وصال سے پہلے روم کے ساتھ جنگ کے لیے ایک لشکر تیار کیا اور جناب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس کا سپہ سالار مقرر کیا۔ اس لشکر میں بڑے بڑے تجربہ کار صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ان کی سپہ سالاری پر تنقید کی تو نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں ان کے والد کی سپہ سالاری پر بھی تنقید کی تھی حالانکہ وہ سپہ سالاری کے لائق تھے اور تمام لوگوں سے مجھے پیارے تھے۔ [27] بڑے بڑے صحابہ کرام کو چھوڑ بیس سال کے نوجوان کو سپہ سالار بنانے کا مقصد یہ تھا کہ کسی بھی عہدے کا جو بھی اہل ہو، اسے عہدہ عطا کیا جائے اور باقی لوگ اس کی پیروی کریں۔ ابھی حضورؐ یہ لشکر بھیجنے نہ پائے تھے کہ حضورؐ کا وصال ہو گیا۔ جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں سب سے پہلے یہی کام کرنا چاہا تو اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اس پر اعتراض کیا تو جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ڈٹ گئے اور انہی کو سپہ سالار بنا کر بھیجا۔

٧۔ جنگی مشقیں

جنگ کی تیاری کے لیے ضروری ہے کہ اپنی فوج کو اسلحہ چلانے اور لڑنے کی مسلسل مشقیں کرائی جائیں۔ اس حوالے قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِه عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ۔ "[28]

"اور ان کے لیے جتنی قوت ہو سکے تیار رکھو اور جتنے گھوڑے باندھ سکو تا کہ تم اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اور اپنے دشمنوں کو ڈراؤ۔"

دورِ رسالت میں جتنا بھی اسلحہ ہوتا تھا، نبی اکرمؐ اپنے صحابہ کو باقاعدہ اس کی مشق کروایا کرتے تھے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی اکرمؐ قبیلہ اسلم کے پاس سے گزرے وہ لوگ تیر اندازی کی بھرپور طریقے سے مشق کر رہے تھے۔ آپؐ نے انہیں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ اے اسماعیل کی اولاد! تیر اندازی کرو، تمہارے دادا اسماعیل بھی تیر انداز تھے۔ میں ابن الاورع کے ساتھ ہوں۔ جب حضورؐ ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو دوسرے فریق نے تیر اندازی سے ہاتھ روک۔ حضورؐ نے ان سے پوچھا کہ تم رک کیوں گئے ہو؟ کہنے لگے کہ آپ ایک فریق کے ساتھ ہو گئے ہیں تو ہم کیسے تیر اندازی کر سکتے ہیں تو نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا آپ لوگ تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ [29] جنگی مشقیں حضورؐ کو اتنی پسند تھیں کہ اگر یہ مشقیں مسجد نبوی میں کی جاتیں تو حضورؐ اس سے منع نہیں فرماتے تھے۔ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حبشہ کے لوگ نبی اکرمؐ کے سامنے چھوٹے نیزوں کا کھیل کھیل رہے تھے۔ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور

کنکریوں سے انہیں مارا لیکن حضورؐ نے فرمایا کہ اے عمرانہیں کھیل دکھانے دیں۔[30] جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں منع اس لیے کرنا چاہا کہ وہ مسجد نبوی میں مشق کر رہے تھے لیکن حضورؐ کا روکنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جنگی مشقیں مسجد میں بھی کی جا سکتی ہیں۔

۸۔ جنگ میں خواتین کی بالواسطہ شمولیت

اسلامی قوانین کی روشنی میں خواتین جنگوں مستثنیٰ ہیں۔ ان پر جہاد فرض نہیں ہے۔ لیکن اگر جنگ میں دوسرے کے لیے خواتین کی ضرورت پڑے تو ان کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ جناب ام زیاد اشجعیہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ جنگ خیبر میں چھ عورتیں نبی اکرمؐ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئیں۔ نبی اکرمؐ کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو آپؐ نے ہمیں اپنی بارگاہ میں بلوایا اور ہم پر ناراض ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم کس کے ساتھ آئیں اور کس حکم کے تحت آئیں۔ ہم نے سوت کاٹا تاکہ اس سے حاصل ہونے والے پیسوں سے ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ تعاون کر سکیں۔ ہم زخمیوں کے لیے دوائی لائی ہیں، ہم مجاہدین کو تیر پکڑائیں گی اور مجاہدین کو ستو والا پانی پلائیں گی۔ ہماری یہ بات سن کر نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ جب خیبر میں فتح حاصل ہوئی تو نبی اکرمؐ نے ہمیں اسی طرح حصہ عطا فرمایا جس طرح مردوں کو عطا فرمایا۔ جناب حشرج بن زیاد کہنے لگے کہ دادی جان وہ حصہ کیا تھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ کچھ کھجوریں تھیں [31]۔ جنگ میں خواتین کی شرکت سے متعلق جناب یزید بن ہرمز کہتے ہیں:

"كَتَبَ نَجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ كَذَا وَكَذَا وَذَكَرَ أَشْيَاءَ، وَعَنِ الْمَمْلُوكِ أَلَهُ فِي الْفَيْءِ شَيْءٌ، وَعَنِ النِّسَاءِ هَلْ كُنَّ يَخْرُجْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهَلْ لَهُنَّ نَصِيبٌ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :لَوْلَا أَنْ يَأْتِيَ أُحْمُوقَةً مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِ، أَمَّا الْمَمْلُوكُ فَكَانَ يُحْذَى، وَأَمَّا النِّسَاءُ فَقَدْ كُنَّ يُدَاوِينَ الْجَرْحَى وَيَسْقِينَ الْمَاءَ۔"[32]

"جناب نجدہ کی طرف سے جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف ایک مکتوب ارسال کیا گیا۔ اس مکتوب میں انہوں مختلف چیزوں کے بارے میں سوال کیے تھے۔ یہ سوال یہ تھا کہ اگر کوئی غلام جہاد میں جائے تو اس کو کتنا مال غنیمت ملے گا اور دوسرا سوال یہ تھا کہ جو خواتین جہاد میں شرکت کرتیں انہیں کتنا حصہ ملتا۔ جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کو جواب بھیجا گیا کہ غلاموں کو بطور انعام کچھ مال عطا کیا جاتا جبکہ خواتین جنگ میں زخمیوں کو مرہم پٹی کرنے اور پانی پلانے کے لیے شرکت کرتی تھیں۔"

جنگ احد میں خواتین کی شرکت سے جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ، وَقَالَ غَيْرُهُ: تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا، ثُمَّ تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآَنِهَا، ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهَا فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ۔"[33]

"جنگ احد میں اہل اسلام اپنے نبی سے پیچھے رہ گئے۔ راوی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہ ازار سمیٹے ہوئے دیکھا کہ وہ پانی کے مشکیزے بھر بھر کر لا رہی ہیں۔ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ یہ خواتین مشکیزے اپنی پشت پر لا کر مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں۔ اگر پانی

ختم ہو جاتا تو پھر مشکیزہ بھر کر لے آتیں اور لوگوں کو پلاتی۔ راوی کہتے ہیں کہ مجھے ان کے پاؤں کی پازیبیں نظر آرہی تھیں۔"
جناب عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ چادریں آئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے خواتین میں تقسیم کر دیں۔ ان میں سے صرف ایک چادر باقی بچی۔ وہ چادر بڑی عمدہ اور نئی تھی۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا گیا کہ یہ چادر آپ اپنی اہلیہ سیدہ ام کلثوم کو عطا کر دیں وہ حضورؐ کی نواسی بھی ہیں اور جناب علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی بھی ہیں۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ چادر سیدہ ام سلیط رضی اللہ عنہ انصاریہ کو عطا کی۔ اس انصاری خاتون نے نبی اکرمؐ کی بیعت بھی کی تھی اور یہ جنگ میں احد میں مجاہدین کے لیے پانی کے مشکیزے اٹھا کر لایا کرتی تھی۔[34] سیدہ ربیع بن معوذ کہتی ہیں ہم خواتین جنگ میں شریک ہوتی تھیں۔ ہمارا کام یہ تھا کہ ہم مجاہدین کو پانی پلاتیں، زخمیوں کو دوا دیتیں اور شہداء کو مدینہ میں لاتی تھیں۔[35] یہ پسِ منظر اس بات کو واضح کرتا ہے کہ بوقت ضرورت خواتین کو جنگ میں شریک کرنا جائز ہے۔

۹۔ سرحدوں کی حفاظت

عسکری استحکام کے لیے ضروری ہے کہ اپنے ملک کی سرحدوں کو مضبوط کیا جائے۔ اس سلسلے میں ضروری ہے کہ اپنے ملک کی سرحدوں پر فوجی چوکیاں قائم کی جائیں اور وہاں باقاعدہ فوج تعینات کی جائے۔ سرحدوں کی حفاظت سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ "[36]

"اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر کرنے میں دشمنوں سے سبقت لے جاؤ اور سرحدوں کی حفاظت کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح جاؤ۔"
سرحدوں کی حفاظت کے بارے میں نبی اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ دشمن سے ملی ہوئی سرحد کا ایک دن کا پہرہ دینا دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بہتر ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اللہ کے راستے میں ہو۔ جنت میں کسی کے لیے ایک کوڑے کی جگہ دنیا اور اس میں ساری چیزوں سے بہتر ہے اور جو شخص اللہ کے راستے میں شام یا صبح کو چلے تو وہ دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بہتر ہے۔[37] اس پسِ منظر سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرمؐ نے خود بھی اسلامی ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے کوشاں رہتے تھے اور آپؐ نے اپنے اقوال سے بھی اسی بات کی تعلیم دی۔

خلاصہ بحث

ہجرت مدینہ کے بعد نبی اکرمؐ نے ایک خود مختار ریاست کا قیام عمل میں لایا۔ مدینہ منورہ میں موجود تمام مذاہب نے اس ریاست پر اتفاق کیا۔ اس سلسلے میں ایک معاہدہ معرضِ وجود میں لایا گیا جسے میثاقِ مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس معاہدہ کے ذریعے مدینہ منورہ میں رہنے والے ان تمام لوگوں کو وہ حقوق عطا کیے گئے جو ایک آزاد قوم کو حاصل ہونے چاہییں۔ اس معاہدے میں یہ بھی طے پایا کہ اگر کوئی باہر کی کوئی قوم مدینہ منورہ پر حملہ کرے گی تو ایسی صورت میں مذہب کی تفریق کے بغیر تمام لوگ اس کا دفاع کریں گے۔ نبی اکرمؐ نے دفاع کے لیے باقاعدہ ایک فوج تیار کی۔ اس فوج میں ہر اس مسلمان کو شریک کیا جاتا گیا جو لڑنے کے قابل تھا۔ جنگ کے لیے باقاعدہ کی ان کو مشقیں کرائیں جاتی تھیں۔ ان مشقوں میں انہیں اسلحہ کو بہتر طریقے سے استعمال کرنے کے بارے میں سکھایا جاتا۔ دورِ رسالت میں کچھ جنگی مشقیں مسجد نبوی میں بھی کی گئی۔ اس دور میں فوج میں صرف ان لوگوں کو بھرتی کیا جاتا جو مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ عاقل اور بالغ مرد بھی

ہوتا۔اس سلسلے میں نہ صرف یہ کہ مردوں کے قد و قامت اور ان کی طاقت کو بھی دیکھا جاتا بلکہ والدین کی اجازت کو بڑی اہمیت دی جاتی۔ نبی اکرمؐ اسلامی فوج کو مضبوط کرنے کے لیے سپہ سالاری صرف اسی کے سپرد کرتے جو اس کا اہل ہوتا۔ فوج میں خواتین کو ضرورت کے لیے ساتھ لے جاتا تھا۔ اس سلسلے میں وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں، مجاہدین کو پانی پلاتیں اور اس طرح کے دوسرے کام کرتیں۔ لیکن کچھ خواتین ضرورت کے وقت باقاعدہ لڑائی میں بھی شامل ہوئیں۔ درج بالا تعلیمات اس بات کو واضح کرتی ہیں تمام اسلامی ممالک کے لیے ضروری ہے کہ ان کے پاس جدید دور کے تقاضوں کے مطابق اسلحہ موجود ہو، جدید دور کے مطابق فوجوں کو جنگوں کی مشقیں کرائیں جائیں، فوج میں صرف ان لوگوں کو بھرتی کیا جائے جو لڑنے کے اہل ہوں، حساس مناصب غیر مسلموں کو نہ سونپے جائیں، اسلامی سرحدوں کو محفوظ سے محفوظ تر بنانے کی کوشش کی جائے، ہمسایہ ممالک سے تعلقات کو بہتر بنایا جائے، جاسوسی کے نظام کو جدید طریقوں پر استوار کیا جائے اور عہدے صرف اہل امیدواروں کو عطا کیے جائیں۔

نتائج

زیر نظر مقالے سے حاصل ہونے والے نتائج درج ذیل ہیں:

۱۔ دورِ رسالت میں ہمسایہ قبیلوں سے تعلقات بہتر بنائے گئے تا کہ جنگ کے وقت ان کی طرف سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ ہو۔ جس طرح آپؐ نے بنو ضمرہ اور بنو مدلج کے قبیلوں سے معاہدے فرمائے۔

۲۔ دورِ نبوی میں جنگی علاقوں سے متعلق پوری واقفیت حاصل کر لی جاتی تھی تا کہ ضرورت کے وقت رکنے اور پانی کی تلاش میں کسی قسم کی مشکل پیش نہ آئے۔ اس کی مثال شوال یکم ہجری میں جناب عبیدہ بن الحارث کی سربراہی میں ۶۰ لوگوں پر مشتمل بھیجا گیا سریہ ہے۔

۳۔ دشمنوں کی جاسوسی کے لیے نبی اکرمؐ اپنے اصحاب کو بھیجا کرتے تھے۔ جناب زبیر رضی اللہ عنہ اور جناب حذیفہ رضی اللہ عنہ کو غزوہ خندق میں آپؐ نے جاسوسی کے لیے ہی بھیجا تھا اور جناب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم بھی اسی لیے ارشاد فرمایا تھا۔

۴۔ کسی بھی جنگ میں جانے سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے نام رجسٹر کیے جاتے تھے۔ اس پس منظر میں جنگ میں جانے والوں کی اہلیت کو بھی دیکھا جاتا اگر کسی میں لڑنے کی اہلیت نہ پائی جاتی تو اسے جنگ میں جانے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔

۵۔ دورِ رسالت میں سپہ سالاروں کا انتخاب بڑی حکمت کے ساتھ کی جاتا تھا۔ صرف ان اشخاص کو سپہ سالاری عطا کی جاتی جو اس کے اہل ہوتے۔ یہی وجہ تھی کہ جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مانگنے کے باوجود سپہ سالاری عطا نہیں کی گئی۔

۶۔ جنگ میں شریک ہونے والوں کو باقاعدہ جنگی مشقیں کرائی جاتیں۔ انہیں اسلحہ کو استعمال کرنے کا طریقہ سکھایا جاتا۔ اس سلسلے میں کچھ مشقیں مسجد نبوی میں بھی منعقد کی گئیں۔

۷۔ دور رسالت میں خواتین کو لڑنے کے لیے تو جنگ میں شامل نہ کیا جاتا البتہ زخمیوں کی مرہم پٹی، مجاہدین کو پانی پلانے اور دوسرے امور کے لیے کچھ خواتین کو ساتھ رکھا جاتا تھا۔

حواشی وحوالہ جات

1 ابو عبداللہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی، شرح الزرقانی علی المواہب (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۷م)، ج: ۲، ص: ۲۲۹

Abu Abdullah bin Abdul Baqi Az-Zarqani, Sharah Az-Zarqani ala al-mawahid (Beirut: Darul Kutub, 1997), vol. 2, p. 229

2 صفی الرحمن مبارک پوری، الرحیق المختوم (لاہور: مکتبہ سلفیہ، ۲۰۰۰ء)، ج: ۱، ص: ۹۰۲

Safi Ur Rehman Mubarakpuri, Ar-Rahiq ul Makhtum (Lahore: Maktabah Salfiyah, 2000), vol. 1, p. 902

3 مبارک پوری، الرحیق المختوم، ج: ۱، ص: ۹۰۴

Mubarakpuri, Ar-Rahiq ul Makhtum, vol. 1, p. 904

4 محمد ابن سعد، الطبقات الکبریٰ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن)، ج: ۲، ص: ۷؛ ابو محمد عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ (بیروت: دار الکتاب العربی، ۱۹۹۰م)، ج: ۲، ص: ۲۷۶

Muhammad Ibn-e-Saad, At-Tabqat ul Kubra (Beirut: Darul Kutub al_ilmiyah, n.d.), vol. 2, p. 7; Abu Muhammad Abdul Malik bin Hashham, As-Seerah un_Nabviyah (Beirut: Darul Kitab al_Arbi, 1990), vol. 2, p. 276

5 محمد بن عمر الواقدی، المغازی (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۴م)، ج: ۱، ص: ۱۰؛ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج: ۲، ص: ۷

Muhammad bin Umer Al-Waqidi, Al-Maghazi (Beirut: Dar ul-Kutub al-Ilmiyah, 2004), vol. 1, p. 10; Ibn-e-Saad, At-Tabqat ul Kubra, vol. 2, p. 7

6 ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج: ۲، ص: ۲۷۶

Ibn-e-Hasham, As-Seerah un_Nabviyah, , vol. 2, p. 276

7 احمد بن علی بن حجر عسقلانی، فتح الباری (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن)، ج: ۱۵، ص: ۱۴۲

Ahmad bin Ali bin Hajar Asqalanai, Fath ul Bari, (Beirut: Dar ul-Kutub al-Ilmiyah, n.d.), vol. 15, p. 142

8 محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق وہی الاحزاب، حدیث: ۴۱۱۳

Muhammad bin Ismail Al-Bukhari, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab ul Maghazi, Bab Ghazwai wa hiya al-Ahzaab, Hadith: 4113

9 مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ الاحزاب، حدیث: ۴۶۴۰

Muslim bin Hajjaj, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab ul Jihad was Siyyar, Bab Ghazwatul Ahzaab, Hadith: 4640

10 محمد بن عیسیٰ الترمذی، الجامع، کتاب الاستئذان والآداب عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی تعلیم السریانیۃ، حدیث: ۲۷۱۵

Muhammad bin 'Eisa At Tirmazi, Al-Jami', Kitab ul Isti`zan wal Aadaab 'an Rasool illah (PBUH), Bab ma ja`a fi Ta'lim is Suryaniah, Hadith 2715

11 احمد بن علی بن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن)، ج: ۴، ص: ۲۷۵

Ahmad bin Ali bin Hajar Asqalanai, Al-Asabah fi Tamiz is Sahabah (Beirut: Dar ul-Kutub al-Ilmiyah, n.d.), vol. 4, p. 275

12 مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل حاطب بن ابی بلتعہ واہل بدر رضی اللہ عنہ، حدیث: ۶۴۰۱

Muslim bin Hajjaj, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab Fazal`il us Sahabah, Bab min Fazal`il Hatib bin Abi Bult'ah wa Alh-i-Badar, Hadith: 6401

13 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب کتابۃ الامام الناس، حدیث: ۳۰۶۰

Al-Bukhari, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab ul Jihad was Siyyar, Bab Kitabat ul Imam in Naas, Hadith: 3060

14 البخاری، الجامع الصحیح کتاب الجہاد والسیر، باب من اکتتب فی جیس فخرجت امرأتہ حاجۃ وکان لہ عذر ہل یؤذن لہ، حدیث:۳۰۰۶

Al-Bukhari, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab ul Jihad was Siyyar, Bab man `Uktutiba fi jaysh fa kharajat `imra'atun hajatun, wakan laho 'uzrun, hal yu`zano laho, Hadith: 3006

15 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، حدیث:۴۴۱۸

Al-Bukhari, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab ul Maghazi, Bab Hadith-i-Ka'b bin Malik, Hadith: 4418

16 الترمذی، الجامع الصحیح، کتاب المناقب عن رسول اللہؐ، باب فی مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہ، حدیث:۳۶۷۵

At-Tirmazi, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab ul Manaqib 'an Rasool illah (PBUH), Bab fi Manaqibi Abi Bakar wa 'Umar, Hadith: 3675

17 سورۃ آل عمران ۳:۱۱۸

Surah Aal-e-Imran, 3: 118

18 مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب کراہۃ الا ستعانۃ فی الغزو بکافر، حدیث:۴۷۰۰

Muslim bin Hajjaj, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab ul Jihad was Siyyar, Bab Karahiyat Isti'anah fil Ghazvi bikafir, Hadith: 4700

19 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب جہاد النساء، حدیث:۲۸۷۵

Al-Bukhari, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab ul Jihad was Siyyar, Bab Jihad un Nisa, Hadith: 2875

20 عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ، الامامۃ والسیاسۃ، مترجم: محمد شریف (لاہور: حق برادرز، س ن)، ص:۷۰

Abdullah bin Muslim bin Qutaibah, Al-Imamah was Siyasah, Mutarjim: Muhammad Sharif (Lahore: Haq Brothers, n.d.), p. 70

21 ابن قتیبہ، الامامۃ والسیاسۃ، ص:۶۰

Ibn-e-Qutaibah, Al-Imamah was Siyasah, p. 60

22 مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، س ن)، ج:۴، ص:۹۱

Maududi, Abul Aa'la, As-Seerah un_Nabviyah, , vol. 2, p. 276

23 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب عدۃ اصحاب بدر، حدیث:۳۹۵۵

Al-Bukhari, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab ul Maghazi, Bab Iddatu Ashaab-i-Badar, Hadith: 3955

24 محمد بن جریر طبری، تاریخ الامم والملوک (بیروت: دارالکتب العلمیہ، س ن)، ج:۲، ص:۱۳۹۱

Muhammad bin Jarir Tabri, Tarikh ul Umam wal Muluk (Beirut: Darul Kutub al-Ilmiyah, n.d.), vol 2, p. 1391

25 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب لا یجاہد الا باذن الوالدین، حدیث:۵۹۷۲

Al-Bukhari, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab ul Adab, Bab la yujahido illa bi `izn il walidain, Hadith: 5972

26 مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الامارۃ، باب کراہۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ، حدیث:۴۷۱۹

Muslim bin Hajjaj, Al-Jami'-us-Sahih, Kitab ul Imarah, Bab Kariyah ul Imarah bighair-i-Zarorah, Hadith: 4719

27 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب بعث النبیؐ اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہ فی مرضہ الذی توفی فیہ، حدیث:۴۴۶۸

Al-Bukhari, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab ul Maghazi, Bab Ba'asan Nabi (PBUH) Usamah bin Zaid fi marzi hillazi Tuwaffa fihi, Hadith: 4468

28 سورۃ الانفال ۸:۶۰

Surah Al-Anfaal, 8: 60

29 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب التحریض علی الرمی، حدیث: ۲۸۹۹

Al-Bukhari, Al-Jami'-us-Sahih, Kitab ul Jihad was Siyyar, Bab us Tahridh alar Rima, Hadith: 2899

30 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب اللهو بالحراب ونحوها، حدیث: ۲۹۰۱

Al-Bukhari, Al-Jami'-us-Sahih, Kitab ul Jihad was Siyyar, Bab Ul Lahvi bilharab wa nah wo ha, Hadith: 2901

31 سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الجهاد، باب فی المرأة والعبد یحذیان من الغنیمة، حدیث: ۲۷۲۹

Suleman bin Ash'as As-Sajistani, As Sunan, Kitab Ul Jihad, bab fil mir`at wal 'abd yahdhayan min al-ghanimah, Hadith: 2729

32 السجستانی، السنن، کتاب الجهاد، باب فی المرأة والعبد یحذیان من الغنیمة، حدیث: ۲۷۲۷

As-Sajistani, As Sunan, Kitab Ul Jihad, bab fil mir`at wal 'abd yahdhayan min al-ghanimah, Hadith: 2727

33 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب غزو النساء وقتالهن مع الرجال، حدیث: ۲۸۸۰

Al-Bukhari, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab ul Jihad was Siyyar, Bab Ghazv in_Nisa wa Qitalohunna ma'ar Rijaal, Hadith: 2880

34 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو، حدیث: ۲۸۸۱

Al-Bukhari, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab ul Jihad was Siyyar, Bab Hamal un Nisa il-Qurb ilan Naas fil Ghazvi, Hadith: 2881

35 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب مداواة النساء الجرحیٰ فی الغزو، حدیث: ۲۸۸۲

Al-Bukhari, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab ul Jihad was Siyyar, Bab Madawaat un Nisa il-Jarha fil Ghazvi, Hadith: 2882

36 سورۃ آل عمران ۳: ۲۰۰

Surah Aal-e-Imran, 3: 200

37 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب فضل رباط یوم فی سبیل الله، حدیث: ۲۸۹۲

Al-Bukhari, Al-Jami'-Us-Sahih, Kitab ul Jihad was Siyyar, Bab Fazl-i-Ribat Yauma fi Sabilillah, Hadith: 2892